نقش آغاز | بسم اللہ الرحمن الرحیم | راشد الحق سمیع حقانی

طالبان سے مذاکرات کا مسئلہ

شکستہ حال‘ زخم زخم غلام مادر وطن کے ساتھ نائن الیون کے بعد اس کے اپنے ناخلف ’’فرزندوں‘‘ نے اس کا جو حال کیا ہے وہ بیان سے باہر ہے‘ خود تصویر وطن چیخ چیخ کر یہ دہائی دے رہی ہے کہ خدارا اب تو میرے حال پر رحم کرو اور کتنا عرصہ میرے دامن‘ میرے پیراہن پر آگ و خون کا کھیل کھیلو گے؟ کیوں اپنے مفادات اور اقتدار کیلئے امریکی جنگ کیلئے اپنا گھر جلا رہے ہو؟ ارض پاکستان کی دھرتی اب مزید لاشوں کا بوجھ اپنے اندر نہیں سما سکتی۔ لہٰذا اب کچھ عرصہ سے حکمرانوں کو بھی یہ خیال ہو چلا ہے کہ تحریک طالبان افغانستان کے ہاتھوں امریکہ اور نیٹو کی شرمناک شکست کے بعد امریکہ خود بھی مذاکرات کی بھیک بار بار طالبان سے مانگ رہا ہے تو کیوں نہ حکومت پاکستان بھی تحریک طالبان پاکستان سے بات چیت کا دروازہ کھولے لہٰذا اسی تناظر میں سابقہ حکومت نے مذاکرات کیلئے برائے نام معمولی سی کوششوں کا آغاز کیا جو امریکی سازشوں اور خود حکومت کی غیر سنجیدگی کے باعث ابتداء ہی میں ناکام ہو گئے۔ پھر نئی حکومت نے ایک مرتبہ پھر آل پارٹیز کانفرنس کی سعی لاحاصل کا انعقاد کیا جس میں حسب سابق تمام جماعتوں نے مذاکرات پر آمادگی کا اظہار کیا لیکن یہ مذاکرات کا عمل بھی امریکہ نے ڈرون حملوں کے ذریعے پاش پاش کر دیا۔ لہٰذا ملک میں آگ و خون کا سلسلہ مزید بڑھتا چلا گیا۔ دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین اور جمعیۃ علماء اسلام کے امیر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ دس بارہ برس سے تکبیر مسلسل کی طرح اس صورتحال پر بے حمیت حکمرانوں اور خوابیدہ قوم کو جگانے میں لگے رہے اور ملک وملت کے ہمدرد سیاسی و مذہبی جماعتوں و تنظیموں کو یکجا کر کے مختلف سیاسی پلیٹ فارموں پر جدوجہد کرتے رہے جو حکمرانوں سمیت پوری دنیا پر آشکارا ہے۔ ابھی گزشتہ ماہ ۲۲ دسمبر ۲۰۱۳ء کو پشاور میں دفاع پاکستان کونسل کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان ’’قومی جرگہ‘‘ کا انعقاد کیا گیا جس میں ملک بھر کی سیاسی و مذہبی جماعتوں کے قائدین اور خصوصاً قبائلی عمائدین نے بھرپور شرکت کی۔ جس میں امریکی ظالمانہ ڈرون حملوں کے خلاف نہ صرف بھرپور احتجاج کیا گیا بلکہ طالبان سے دوبارہ بامعنی‘ پائیدار اور مستحکم مذاکرات کرنے کا بھی مطالبہ کیا گیا۔ الحمدللہ اس قومی جرگہ کی توانا آواز امریکہ‘ نیٹو‘ افغانستان اور پاکستان سمیت دنیا بھر کے ایوانوں میں نہ صرف سنی گئی بلکہ استعماری قوتوں کو پاکستانی قوم کے

اضطراب، غم و غصے کے اظہار کا ادراک پہلے سے بڑھ کر ہوا۔چنانچہ وزیر اعظم نواز شریف نے بھی صورتحال کی نزاکت اور حالات کے رخ کو بھانپتے ہوئے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا اور اس موقع پر میاں صاحب نے یہ درخواست کی کہ آپ اس آگ کو بجھانے میں اپنا کردار ادا کریں چونکہ ماضی میں بھی جہادِ افغانستان اور بعد میں افغان متحارب گروپوں کے درمیان صلح کے لئے آپ نے بڑی طویل جدوجہد کی ہے خصوصاً میرے ہمراہ کافی عرصے تک اس موضوع پر کام کیا ہے۔لہٰذا تحریک طالبان افغانستان پر اپنا اثر ورسوخ استعمال کرتے ہوئے مذاکرات کے لئے کوئی راستہ نکالیں۔اس موقع پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے وزیر اعظم سے فرمایا کہ بحیثیت ایک مسلمان و پاکستانی کے میں یہ اپنے لئے ایک فریضہ سمجھتا ہوں کہ اغیار کی لگائی ہوئی آگ کو جتنی جلد بجھا سکوں اور دس سالوں سے جاری جنگ کو رُکوانے میں ادنیٰ سا کوئی کردار ادا کروں تو یہ میرے لئے نجات اور افتخار کی بات ہوگی لیکن عملاً آپ کو پہل کرنی ہوگی کیونکہ اب آپ کی حکومت ہی پاکستان کو امریکی غلامی سے نکال سکتی ہے کیونکہ عوام نے آپ پر اعتماد کا اظہار کیا ہے،اسی تبدیلی وڈرون حملوں کے خلاف پالیسی بنانے کے وعدے پر آپ نے اپنی الیکشن مہم چلائی تھی۔لہٰذا خدارا! اب مزید پرائی جنگ کیلئے پاکستانیوں، خصوصاً قبائلیوں، طالبان، افواج پاکستان اور پولیس کو اس آگ کا ایندھن بنانے سے آپ کو روکنا ہوگا اور پھر ڈرون حملوں کے خلاف بھی آپ کی حکومت کو جرات مندانہ موقف اپنانا ہوگا اور ایسے ٹھوس اقدامات کرنے ہوں گے جس سے تحریک طالبان پاکستان مطمئن ہو کر حکومت کے ساتھ مذاکرات پر آمادہ ہوجائیں اور اگر آپ (میاں صاحب) اس مرتبہ بھی حسب سابق امریکی دباؤ برداشت نہ کرسکے اور سابقہ حکومتوں کی روش وغلامی کی ڈگر پر یونہی اندھا دھند رواں رہے اور برائے نام مذاکرات اور جنگ دونوں کا تماشہ ہوتا رہا تو اس غیر سنجیدہ اور مبہم پالیسی کے نتائج صفر ہوں گے۔اب حکومتِ پاکستان، فوج، انٹیلی جنس اداروں سمیت تمام سیاسی ومذہبی جماعتوں کو ٹھنڈے دماغ سے سوچنا ہوگا کہ ہم اس دس بارہ سالہ جنگ کے نتیجے میں پاکستان اور اسکے عوام کو کس بھنور میں ڈالے ہوئے ہیں۔اس اہم ملاقات کے بعد ملکی اور بین الاقوامی پریس میں ایک بڑی ہلچل مچ گئی اور پوری دنیا میں اس ملاقات پر بحث ومباحثے کا سلسلہ شروع ہوگیا کیونکہ تجزیہ نگاروں کا کہنا تھا کہ میاں نواز شریف صاحب نے پہلی مرتبہ نہایت سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مولانا سمیع الحق صاحب جیسی قد آور جہادی اور طالبان کے حلقوں میں موثر شخصیت کا صحیح انتخاب فرمایا ہے لیکن اس کے دوسرے روز ہی اس ملاقات کا اثر زائل کرنے کے لئے کئی حلقوں کی جانب سے مخالفت در مخالفت کی بے وجہ مہم شروع ہوگئی اور جہاں متعصب سینیٹر فیصل رضا عابدی اور تنگ نظر صاحبزادہ حامد رضا مذاکرات کے مصالحتی عمل کی مخالفت میں سامنے آگئے وہیں اپنے ہی مکتب فکر کے کچھ "نامی